

محاضرات فقہ میں قرآنی استدلال و استنبہادات __ ڈاکٹر محمود احمد غازی کا اسلوب

شائستہ جبین *

محمد سعد صدیقی **

ڈاکٹر محمود احمد غازی ہمارے ملک کے نامور عالم دین گزرے ہیں۔ فقہ اور اصول فقہ ان کی دلچسپی اور مہارت کا خاص موضوع اور میدان رہے ہیں۔ ڈاکٹر غازی کے مشہور و معروف سلسلہ محاضرات کی ایک مقبول کڑی ”محاضرات فقہ“ میں موصوف نے آیات قرآن سے جگہ جگہ استدلال و استنبہاد کیا ہے، جس کا ذیل میں جائزہ لیا جاتا ہے۔ (۱)

یہ کتاب ان بارہ عنوانات کے تحت دیئے گئے محاضرات کا مجموعہ ہے:

پہلا خطبہ	فقہ اسلامی (علوم اسلامیہ کا گل سرسید)
دوسرا خطبہ	علم اصول فقہ (عقل و نقل کے امتزاج کا ایک منفرد نمونہ)
تیسرا خطبہ	فقہ اسلامی کے امتیازی خصائص
چوتھا خطبہ	اہم فقہی علوم اور مضامین: ایک تعارف
پانچواں خطبہ	تدوین فقہ اور مناجح فقہاء
چھٹا خطبہ	اسلامی قانون کے بنیادی تصورات
ساتواں خطبہ	مقاصد شریعت اور اجتہاد
آٹھواں خطبہ	اسلام کا دستوری اور انتظامی قانون
نواں خطبہ	اسلام کا قانون جرم و سزا
دسواں خطبہ	اسلام کا قانون تجارت و مالیات
گیارہواں خطبہ	مسلمانوں کا بے مثال فقہی ذخیرہ۔۔۔ ایک جائزہ
بارہواں خطبہ	فقہ اسلام دور جدید میں

اس کتاب میں غازی صاحب کے قرآنی استدلال و استنبہادات درج ذیل ہیں۔ خطبہ اول میں فرماتے ہیں:

”قرآن مجید نے بتایا ہے ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ﴾ (۲) ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا۔ گویا زندگی کے ماخذ اور مصدر تک جو راستہ لے جائے وہ راستہ عربی زبان میں شریعت کہلاتا ہے۔ یہ راستہ جو زندگی کے ماخذ اور مصدر تک

* لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، جھنگ، پاکستان

** پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

لے جاتا ہے۔ یہ ہمیشہ مختصر ترین ہوتا ہے، صاف اور ہموار ہوتا ہے، کشادہ ہوتا ہے اور منزل تک پہنچانے کا یقینی ذریعہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی یہ بتایا گیا ہے کہ ﴿وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ﴾ (۳) کہ آخرت کی زندگی ہی درحقیقت زندگی ہے۔ اس زندگی میں کامیابی کی حتمی منزل مقصود تک جو راستہ پہنچادے وہ اصطلاح میں شریعت کہلاتا ہے۔“ (۴)

فقہی اصول:

صحابہ کرامؓ کے وضع کردہ فقہی قوانین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”صحابہ کرامؓ نے مختلف اوقات میں مختلف اصول اور قواعد مقرر فرمائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس ایک خاتون آئی اور کہا کہ میرے بال چھوٹے ہیں یا اڑ گئے ہیں۔ میں کسی کے کٹے ہوئے بال خرید کر اپنے سر میں لگانا چاہتی ہوں۔ آپ مجھے اللہ کی کتاب کے مطابق اسکا فیصلہ بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ وہ خاتون چلی گئی۔ کچھ دن بعد آکر کہنے لگی کہ میں نے تو اللہ کی کتاب پوری پڑھ لی ہے اسمیں تو ممانعت کہیں نہیں ہے۔ جواب دیا کہ قرآن مجید میں آیا ہے ”وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا“ (۵) جو چیز اللہ کے رسول ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رُک جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر لعنت فرمائے جو دوسری عورتوں کے بال اپنے سر میں لگاتی ہیں۔ گویا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ قرآن مجید میں کوئی ایسا حکم نہیں ہے جو سنت کے احکام سے متعارض ہو۔“ ۶

تھوڑا آگے چل کر فرماتے ہیں:

”قرآن پاک کی ایک آیت ہے جس میں نفقہ بعد از طلاق کی بڑی واضح صورتحال بیان کی گئی ہے کہ ”وَلَمَّا طَلَّقْتَ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ“ کے کہ جن عورتوں کو طلاق ہو جائے تو انہیں طلاق دینے والے شوہر کی طرف سے متاع یعنی ساز و سامان ملے گا جس کا تعین معروف کے مطابق ہوگا اور جس کی مقررہ مدت ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں اسی طرح کا واقعہ پیش آیا۔ مطلقہ خاتون نے دوران عدت نفقہ کا مطالبہ کیا۔ آپ نے اس آیت کے مطابق کیا کہ تمہیں دوران عدت نفقہ حسبِ رواج ملے گا۔“ (۸)

حکم شرعی کی اقسام:

”حکم شرعی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حکم شرعی تکلیفی اور دوسرا حکم شرعی وضعی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ”وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا“ ۹ اس ایک آیت میں دونوں حکم موجود ہیں۔ حکم شرعی تکلیفی بھی ہے اور حکم شرعی وضعی بھی ہے۔ اسمیں حکم شرعی تکلیفی یہ ہے کہ ”وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ“ کہ اللہ کے حق کے طور پر لوگوں پر یہ فرض ہے کہ اسے گھر کا جمع کریں۔ گویا اس حکم کے ذریعے مسلمان حج کا مکلف ہو گیا اور اس پر حج کرنا واجب اور فرض ہے۔ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا بیان لوگوں کیلئے ہے جن کو استطاعت ہو اور وہ وہاں تک جا سکتے ہیں۔ گویا آیت کے دوسرے حصہ میں

ان حالات کو بیان کیا گیا ہے جن میں یہ حکم واجب ہوگا۔“ ۱۰

عرف اور رواج بطور ماخذ قانون:

کے تحت فرماتے ہیں:

”دنیا میں طرح طرح کے رواجات، کاروبار کے طریقے، لین دین کے آداب اور میل جول کے طریقے ہوتے ہیں۔ بہت سے فقہی احکام ایسے ہیں جو ان طور طریقوں پر مبنی ہوتے ہیں۔ چنانچہ شریعت کے وہ احکام جن کا تعلق طور طریقوں سے ہو وہ بھی بدل جائیں گے۔ قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے کہ جب نماز پڑھو تو پوری زینت اختیار کرو۔ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ اللہ نماز کے وقت مکمل لباس اختیار کرو۔ اس بارے میں فقہائے کرام نے بالاتفاق کہا ہے کہ نماز پڑھتے وقت انسان کیلئے جہاں تک ممکن ہو مکمل لباس پہننا چاہیے۔ اب مکمل لباس کیا ہے؟ یہ ہر علاقے کے عرف اور رواج کے مطابق ہوگا مثلاً مردوں کے سر ڈھانکنے کا رواج بعض ممالک میں ہے اور بعض میں نہیں ہے۔“

مزید فرماتے ہیں:

”فقہاء نے لکھا ہے اور شریعت کا اصول ہے کہ آپس کی رضامندی کے بغیر تجارت درست نہیں۔ قرآن میں آیا ہے کہ ”إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ“ ۱۲ فقہاء نے لکھا ہے کہ تراضی کی دلیل یہ ہے کہ ایجاب اور قبول ہو۔ عرف کا اصول نہ صرف اسلامی شریعت نے بلکہ دنیا کے بیشتر قوانین نے بطور ماخذ قانون کے تسلیم کیا ہے۔ ۱۳

اعتدال کا راستہ:

”جو کام جس کیفیت میں کرنا ہے اس کیفیت میں کیا جائے۔ یہ عزم کر لیا جائے تو انسان خود بخود اعتدال کے راستے پر چل پڑے گا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ جب قرآن مجید میں آیا کہ ”الَّذِينَ آمَنُوا وَ لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ“ ۱۴ کہ جو لوگ ایمان لائے اور انکا ایمان ظلم سے ذرہ برابر ملوث نہیں ہوا۔ اس پر ظلم کا ذرہ بھر چھینٹا نہیں پڑا۔ ظلم مس ہو کر نہیں گذرا۔ تو انہی کیلئے روز آخرت امن ہوگا اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا کون ہو سکتا ہے جس نے کبھی ظلم کا ارتکاب نہ کیا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۱۵ ظلم کی سب سے بڑی قسم شرک ہے۔ چھوٹے چھوٹے ظلم ہزاروں قسم کے ہو سکتے ہیں۔ گویا اعتدال کا راستہ اپنانا اور اعتدال کے راستے پر چل کر ظلم کی ہر قسم سے بچنا شریعت کی خصوصیت ہے۔“ ۱۶

اجماع کا درجہ:

اجماع کے بارے میں پوچھے گئے ایک سولا کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اجماع کو اس لئے فرض درجے

میں لایا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ ”وَمَنْ يَتَّبِعْ عَيْسَىٰ سَبِيلَ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَ نُصَلِّهِ جَهَنَّمَ“ کے جو مسلمانوں کے اجتماعی راستے سے ہٹ کر کسی راستے کی پیروی کرے گا تو ہم اس کو اسی راستے پر چلائیں گے اور جہنم میں جلائیں گے۔ قرآن مجید کا حکم ہے کہ اگر کوئی مسلمانوں کے متفقہ فیصلہ کے خلاف جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں پھینکے گا۔ یعنی مسلمانوں کا وہ متفقہ فیصلہ جو شریعت کے مطابق ہو۔ وہ واجب التعمیل ہے اس لیے اجماع کی پیروی لازمی ہے۔ ۱۸

ادارہ خاندان کا تحفظ:

اسلام میں ادارہ خاندان کی اہمیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: ”فرد کے بعد خاندان کا ادارہ ہے جس کے تحفظ کیلئے شریعت نے اتنے تفصیلی احکام دیئے ہیں کہ قرآن مجید کی ڈیڑھ سو کے قریب آیات صرف احوال شخصی اور عائلی نظام کے بارے میں ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ انسان کی آزمائش کیلئے کہ وہ کس حد تک توحید اور اسلام کے عقیدے پر پختہ ہیں دو فرشتوں کو جادو گروں کے بھیس میں بھیجا۔ فرشتوں نے لوگوں سے کہا کہ ہم جادو سکھاتے ہیں۔ دیکھنا یہ تھا کہ کتنے لوگ اس چیز کا شکار ہوتے ہیں اور کتنے بچتے ہیں۔ وہ جادو جو آزمائش کیلئے اتارا گیا تھا وہ کوئی ایسا منتر تھا جس سے شوہر اور بیوی کے درمیان تفریق پیدا ہوتی تھی۔ يُفْرِقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهِ ۱۹ یہ وہ چیز ہے جس کو قرآن پاک کے کفر سے تعبیر کیا ہے۔ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَّلٰكِنَّ الشَّيْطٰنَ كَفَرُوْا ۲۰ یہ کفر یہ حرکت جو لوگوں نے سیکھی، یہ ساحرانہ کافری یا کافرانہ سحر کاری یہ تھی کہ شوہر اور بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے۔ گویا یہ اتنی اہم چیز ہے کہ قرآن مجید نے اس چیز کو ریکارڈ کیا ہے کہ پڑھنے والے یہ اندازہ رکھیں کہ خاندان کے درمیان تعلق اور استوار کی کیا حیثیت ہے۔ ۲۱

آگے چل کر والدین کی ذمہ داری بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے کہ ”وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ“ ۲۲ یہ جملہ جس سیاق و سباق میں آیا ہے وہاں نفقہ کی ذمہ داریاں بیان ہو رہی ہیں کہ فلاں کی ذمہ داری یہ ہے اور فلاں کی ذمہ داری یہ ہے۔ باپ کے ذمہ ہے کہ بچوں کا نفقہ دے جب تک وہ اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہوں انکا خرچ برداشت کرے۔ اگر یہ ذمہ داری باپ کی ہے تو اگر بچے کچھ چھوڑ کر مریں اور باپ زندہ ہے تو بچوں کے ترکہ میں سے باپ کو حصہ ملنا چاہیے۔ یعنی فائدہ اور ذمہ داری ایک ساتھ چلتی ہیں اور انکو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔“ ۲۳

ایک سے زیادہ مفاہیم کی آیات:

صحابہ کرامؓ اور فقہائے عظام کے درمیان سب اختلاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”قرآن پاک نے بعض جگہ بعض ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو ایک سے زائد مفاہیم کے حامل ہیں۔ عربی زبان میں انکا مفہوم ایک سے زائد ہے۔ قرآن پاک میں ایک جگہ ہے ”وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ“ ۲۴ کہ جن عورتوں کو طلاق ہو جائے وہ تین مہینہ تک انتظار کریں۔ اس کے بعد

چاہیں تو دوسرا نکاح کر سکتی ہیں۔ اب قرور سے کیا مراد ہے؟ بعض صحابہ کرام کا خیال تھا کہ اس سے مراد وہ مختصر مدت ہو سکتی ہے جو ہرمینے میں تین یا چار یا پانچ چھ دن ہوتی ہے۔ بعض نے سمجھا کہ اس سے مراد اسکے علاوہ وہ بقیہ مدت ہے جو پاکیزگی کی مدت کہلاتی ہے۔ عربی زبان میں چونکہ اس لفظ کے دونوں معنی اور مفاہیم مستعمل ہیں اس لیے صحابہ کرامؓ اور فقہائے عظام نے اپنی اپنی فہم سے کسی ایک مفہوم کو متعین کرنی کی کوشش کی۔“ ۲۵

حضرت عمر فاروقؓ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حضرت عمر فاروقؓ نے اعلان فرمایا کہ میں نے طے کیا ہے کہ آج کے بعد مہر کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر کی جائے اور اس سے زیادہ مہر مقرر کرنے کا کسی کو اختیار نہ ہو۔ اس پر ایک بوڑھی خاتون صحابیہ حضرت خولہؓ نے قرآن حکیم کی اس آیت کا حوالہ دیا کہ ”وَ اتَّيْتُمْ اِحْدٰهِنَّ فِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهٗ شَيْئًا“ ۲۶ اگر تو نے انہیں سونے چاندی کا ڈھیر بھی دیا ہے تو واپس مت لو۔ تو قرآن تو ڈھیر دینے کی بات کرتا ہے۔ تم ایک حد سے زیادہ مہر دینے پر کیسے پابندی لگا سکتے ہو؟ جس پر حضرت عمر فاروقؓ نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔“ ۲۷

تنوع: اللہ کی نشانی:

فرماتے ہیں: ”اسلام کسی کے ذوق اور مزاج کو دبا تا نہیں ہے۔ مزاج میں اگر کوئی چیز شریعت سے متعارض ہو تو بدلتی چاہیے لیکن اگر کوئی چیز شریعت سے متعارض نہیں ہے تو شریعت اس کو زبردستی بدلنا پسند نہیں کرتی۔ اسی طرح کچھ معاملات ہیں جن کا فیصلہ آدمی اپنے ذوق سے کرتا ہے۔ پھر مختلف انسانوں کے مزاج اور رویے مختلف ہوتے ہیں۔ مزاجوں میں تغیر کے اسباب مختلف ہوتے ہیں جن میں جغرافیائی اسباب بھی ہوتے ہیں، مالی اور تہذیبی اسباب بھی ہوتے ہیں یہ سارے تنوعات انسانوں کے تنوعات ہیں جن کو قرآن مجید نے اللہ کی نشانیاں قرار دیا ہے۔ ”وَ مِنْ اٰیٰتِہٖ اِخْتِلَافُ السِّنِّیْنَ وَ الْاَوَآئِکُمْ“ ۲۸ تمہارے رنگوں اور زبانوں کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہذا اس تنوع اور اختلاف کو تو قرآن برقرار رکھتا ہے اور اس کو مٹانے کا حکم نہیں دیتا۔“ ۲۹

بشری کمزوریوں کا لحاظ:

”اللہ کی شریعت کا ایک عام انداز اور مزاج یہ ہے کہ وہ احکام دیتے وقت اور فرائض و واجبات کا تعین کرتے وقت انسان کی کمزوریوں کا احساس کرتی ہے۔ انسان کی کمزوریوں کا لحاظ رکھتے ہوئے احکام دیتی ہے۔ اللہ رب العزت سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ انسان کمزور پیدا ہوا ہے ”وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا“ ۳۰ انسان کے دل میں مال و دولت کی شدید محبت بھی پائی جاتی ہے۔ ”اِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ“ ۳۱ مال کی محبت انسان میں شدید ہے۔ بعض اوقات ایسا ہو سکتا ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کوئی تعارض واقع ہو جائے۔ اس لیے اللہ نے انسان کے اس مزاج اور کمزوری کا لحاظ کرتے ہوئے یہ اجازت

دے دی کہ جہاں حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کوئی تعارض ہو، تو وہاں حقوق العباد کو ترجیح دی جائے، ۳۲

امانت:

”سارا مال اللہ کا ہے۔ ہم اور آپ اس کے امین ہیں اور انہی شرائط کے مطابق استعمال کرنے کے پابند ہیں جن شرائط کے تحت اللہ تعالیٰ نے اس مال کو استعمال کرنے کی ہمیں اجازت دی ہے۔ جو شرائط مقرر کی ہیں انکی پیروی کی جائیگی تو مال کا استعمال جائز ہوگا۔ شرائط کی خلاف ورزی کی جائیگی تو مال کا استعمال ناجائز ہوگا۔ قرآن مجید نے اس مضمون کو بہت سی آیات میں بیان کیا ہے۔ ”وَأَسْوَأُهُمْ مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ“ ۳۳ تم ان غریبوں اور مستحقین کو اللہ کے اس مال میں سے دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔ ایک اور جگہ آیا ہے کہ ”وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلِفِينَ فِيهِ“ ۳۴ کہ اللہ نے جس مال میں تمہیں اپنا خلیفہ بنا دیا ہے اس مال میں سے خرچ کرو۔ گویا تم اصل مالک نہیں ہو بلکہ اصل مالک کے جانشین اور نائب ہو۔ جس طرح سے نائب کو استعمال کرنے کا اختیار ہوتا ہے، فائدہ اٹھانے کا بھی اور کسی حد تک دوسروں کو شریک کرنے کا، تو اس حد تک تم کر سکتے ہو اس سے آگے نہیں کر سکتے“ ۳۵

مزید فرماتے ہیں کہ:

”خرچ کرنے میں بھی اعتدال کا حکم ہے۔“ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا“ ۳۶ یہ اہل ایمان کی صفت ہے جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ بخل سے کام لیتے ہیں اور نہ اسراف سے کام لیتے ہیں۔ ”وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا“ ۳۷ ان دونوں کے درمیان توازن کیسا تھا خرچ کرتے ہیں۔ اعتدال کیلئے ضروری ہے کہ انسان دو چیزوں سے بچے۔ ایک اسراف سے، دوسرے بزدلی سے“ ۳۸

تصور عقد:

فرماتے ہیں: ”فقہ اسلامی، بلکہ قریب قریب دنیا کے تمام قدیم و جدید قوانین میں ایک اہم تصور عقد کا ہوتا ہے۔ یعنی جب دو یا دو سے زائد افراد کے درمیان کوئی تجارتی، دیوانی، عائلی یا کسی اور انداز کا کوئی معاملہ یا معاہدہ ہو تو اس کے قواعد و ضوابط اور احکام کیا ہوں۔ یہ معاملہ یا معاہدہ فقہ اسلامی کی اصطلاح میں عقد کہلاتا ہے۔ یہ اصطلاح خود اسی مفہوم میں قرآن پاک سے ماخوذ ہے۔ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ“ ۳۹ اے ایمان والو اپنے عقود کو پورا کرو اور اپنے عقود کی پابندی کرو۔“ ۴۰

مقاصد شریعت:

فرماتے ہیں: ”ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ حکم شریعت کا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فلاں بات کا حکم دیا ہے تو وہ بات ہمارے لیے حرف آخر ہونی چاہیے۔ یہ بات قرآن پاک نے بھی واضح کر دی ہے۔ سورۃ النساء میں ارشاد در بانی ہے: ”فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيهِ“

أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَاسْلَمُوا تَسْلِيمًا“ یعنی ہرگز نہیں، قسم ہے آپ کے رب کی، یہ لوگ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے ہر اختلاف میں آپ کو حکم نہ بنائیں، پھر آپ ﷺ نے جو فیصلہ کیا ہو اس پر اپنے دل میں ذرہ برابر تنگی یا حرج محسوس نہ کریں۔ انسان دل میں تنگی اور حرج کب اور کیوں محسوس کرتا ہے؟ حرج اور تنگی وہیں محسوس ہوتی ہے جہاں فیصلہ اپنی خواہش کی خلاف محسوس ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود شریعت کی مصلحتوں سے واقف ہونے کی کوشش شکر نایا اللہ کے فرمودات اور احکام کی حکمتیں جاننے کی خواہش ہونا اللہ کے مقرب اور نیک انسانوں کا طریقہ رہا ہے۔ حضرت ابراہیم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ ”أَوَلَمْ تَوْنُ مِنْ“ ۴۲ کہ اتنا ایمان نہیں رکھتے۔ تو جواب میں حضرت ابراہیم نے عرض کیا کہ ”بلی بلاشبہ ایمان تو رکھتا ہوں“ ”وَلَكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي“ (۴۳) لیکن یہ سوال اس لیے کیا ہے کہ میرے دل کو مزید اطمینان حاصل ہو جائے۔ انسان کا مزاج یہ ہے کہ بہت سی یقینی اور قطعی چیزوں پر وہ پختہ ایمان رکھتا ہے، لیکن مزید اطمینان ہو جاتا ہے جب انسان ان کو اپنی آنکھوں سے خود دیکھ لیتا ہے۔“ (۴۴)

احکام شریعت کی حکمتیں:

”شریعت کے ہر حکم میں کوئی نہ کوئی علت، کوئی نہ کوئی حکمت اور مصلحت پوشیدہ ہے۔ قرآن مجید نے جا بجا مصلحتیں بیان کی ہیں۔ مثلاً ایک جگہ تذکرہ ہے کہ اللہ نے پیغمبر کیوں بھیجے؟ پیغمبروں کے بھیجے جانے کی حکمت کے طور پر ارشاد فرمایا گیا کہ ”لَسَاءَ يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ بَعْدَ الرِّسَالِ“ ۴۵ تا کہ رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے ہاں پیش کرنے کیلئے کوئی حجت باقی نہ رہے۔ بالفاظ دیگر کوئی انسان روز قیامت یہ نہ کہہ سکے کہ اے پروردگار! مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ کا حکم اور طریقہ کیا ہے۔ اس لیے نہ میں آپ کی عبارت کی اور نہ آپ کی مرضی پر چلنے کی کوشش کر سکا۔ ۴۶ مزید فرماتے ہیں کہ:

”قرآن مجید میں ایک جگہ یہ بحث ہے کہ ہم نے موت و حیات کا یہ سلسلہ کیوں پیدا کیا ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ خالق ہے جس کو چاہیے پیدا کر لے، جس کو چاہیے پیدا نہ کرے۔ کون پوچھ سکتا ہے کہ کسی کو پیدا کیوں کیا اور کسی کو پیدا کیوں نہ کیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے خود اس سلسلہ میں پیدائش اور موت و حیات کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ”لِيَسْأَلُوْكُمْ اَيْكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا“ ۴۷ تا کہ اللہ تعالیٰ آزما کر دکھائے کہ کون اچھے عمل کر نیوالا ہے اور کون برا عمل کرنے والا ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا گیا ”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ“ ۴۸ کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔ گویا اللہ کی عبادت انسان اپنے فیصلہ اور اپنی آزادانہ مرضی اور ذوق و شوق سے کتنی کرتا ہے، یہ دکھانا مقصود ہے۔ مجبوری میں تو ساری مخلوقات اللہ کے حکم کی پیروی کرتی ہیں لیکن انسان اپنی مرضی سے احکام تشریحی کی کتنی پابندی کرتا ہے، یہ انسانوں اور اللہ کی دوسری مخلوقات کو بتانا اور دکھانا مقصود تھا۔“ ۴۹

نماز کی اور دیگر عبادت کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مثال کے طور پر نماز کے بارے میں فرمایا گیا کہ ”إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ“ ۵۰۔ نماز فحشاء اور منکر دونوں سے روکتی ہے۔ چھپی اور کھلی ہر قسم کی برائی سے اللہ نے منع کیا ہے اور اسکو روکنے میں نماز بڑی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ یہ نماز کی ایک اخلاقی اور روحانی حکمت ہے۔ روزہ کے بارے میں فرمایا گیا کہ ”لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ ۵۱۔ زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا گیا کہ یہ تمہارے مال اور جذبہ تملک و متول کو پاکیزہ کرتا ہے۔ ”تَطَهَّرْهُمْ وَ تَزَكِّيْهِمْ بِهَا“ ۵۲ حج کے بارے میں بتایا گیا ”وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدَاكُمْ“ ۵۳۔ فے کے مال کے جوا حکام بتائے گئے انکی حکمت یہ بتائی گئی کہ ”كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةٌ مِّنَ الْاٰغْنِيَاءِ مِنْكُمْ“ ۵۴۔ قصاص کی حکمت یہ بتائی گئی کہ ”وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَاۤ اُولِي الْاَلْبَاب“ ۵۵۔ دین اور قرض کے معاملات کے بارے میں سورۃ بقرہ میں جوا حکام دیئے گئے ہیں، انکے بارے میں کہا گیا ہے کہ ”ذَلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ“ ۵۶۔ دستاویز لکھنے کا حکم دیا گیا کہ ممکن ہو تو لکھ دو کہ کس کا حق کتنا بنتا ہے۔ اس کی حکمت یہ بتائی گئی کہ ”وَ اذْنٰى اَلَا تَسْرَبُوْا“ ۵۷۔ قطعید کا حکم دیا گیا ہے کہ چور چوری کا ارتکاب کرے تو اسکا ہاتھ کاٹ دو۔ اس سخت سزا کی حکمت یہ بتائی گئی کہ ”جَزَاۤءُكُمْ بِمَا كَسَبْتُمْ اَنْتُمْ لَا مِّنَ اللّٰهِ“ ۵۸۔ پیردے کے بارے میں کہا گیا کہ ”ذَلِكْ اذْنٰى اَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذِنْنَ“ ۵۹۔ کہ جو بدکار اور بد کردار لوگ ہیں انکو پتہ چل جائے کہ یہ باعزت خواتین ہیں۔ اس لیے انکو بلاوجہ تنگ نہ کریں۔ حجاب اور باحیالباس سے یہ فائدہ خود بخود ہو جاتا ہے کہ اخلاق، کردار اور حیا کا تحفظ ہو جاتا ہے۔ یہ ان حکمتوں کی جستہ جستہ مثالیں ہیں جو قرآن مجید میں جا بجا بیان ہوئی ہیں“۔ ۶۰۔

اجتہاد اور صحابہ کرام:

کے عنوان کے تحت ایک صحابی کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ”ایک صحابی کو دوران سفر غسل کی ضرورت پیش آئی۔ وہاں پانی موجود تھا۔ لیکن انہوں نے بغیر غسل کے نماز تیمم کر کے پڑھادی۔ رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے اُن صحابی سے اسکا سبب دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! سردی بہت تھی۔ قرآن پاک میں آیا ہے ”وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ“ ۱۔ اپنے آپکو اپنے ہی ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ میرا خیال تھا کہ میں نے اس پانی سے غسل کیا تو بیمار پڑ جاؤنگا۔ یہ جواب سُن کر رسول اللہ صلم مسکرائے اور زبان سے کچھ نہیں فرمایا۔ گویا اس عمل کی اجازت دے دی۔ اب اس سے دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں کہ افضل اور عزیمت کیا ہے اور رخصت کی گنجائش کہاں ہے۔ یہ ایک اجتہاد ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے جزوی طور پر پسند فرمایا اور یہ اشارہ بھی فرمادیا کہ دوسرے نقطہ نظر کی بھی گنجائش ہے۔“ ۶۲۔

اعتدال کی تعلیم:

فرماتے ہیں کہ: ”جو چیز قرآن کے پیش نظر ہے وہ یہ ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی زندگی کے تقاضوں میں توازن ہونا چاہیے۔ یہ بات قرآن مجید میں جا بجا اتنے تواتر سے بیان ہوئی ہے اور قرآن مجید کے احکام سے اتنی واضح ہے کہ اس پر کسی استدلال کی ضرورت نہیں رہتا اِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ ۖ قُرْآن مجید شاید واحد آسمانی کتاب ہے جس نے دنیا و آخرت کے حسنات کو ایک سطح پر رکھا ہے اور اللہ سے دونوں کی دعا مانگنے کی تلقین کی ہے۔ وَلَا تَنْسَسْ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ أَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ ۱۳ ایک جگہ ہے ”ثَوَابِ الدُّنْيَا وَ حَسَنِ الثَّوَابِ الْآخِرَةِ“ ۱۶ اس دنیا کا ثواب بھی حاصل کرو اور آخرت کا ثواب بھی حاصل کرو جو بہترین ثواب ہے۔ ایک اور جگہ ہے ”فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَ فِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدُّنَا إِلَيْكَ ۖ ۱۶ یعنی اس دنیا کی اچھائیاں بھی دے اور آخرت میں تو ہم تیری ہی طرف ہدایت کیساتھ لوٹنے والے ہیں۔ قرآن مجید میں اس طرح کی درجنوں آیات ہیں جن میں دنیا اور آخرت کی زندگی میں اعتدال کا درس دیا گیا ہے۔ ۱۷

حکومت اور اقتدار، اللہ کا انعام:

”سلطنت اور اقتدار کی خاطر جدوجہد کی مسلمانوں کو کوئی تلقین نہیں کی گئی۔ اس کے برعکس قرآن مجید میں آیا ہے کہ حکومت اور اقتدار اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ انعام ان لوگوں کو دیتا ہے جو ایمان لائیں، عمل صالح لکریں۔ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ ۖ ۱۸ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جنہوں نے ایمان کو اختیار کیا اور نیک اعمال اپنائے وعدہ کیا ہے کہ انکو زمین میں خلافت عطا فرمائے گا۔ جب مسلمان معاشرہ میں ایسے لوگوں کی تعداد قابل ذکر حد تک ہو جائے جو ایمان اور عمل صالح کی صفات سے متصف ہوں تو پھر معاشرہ میں وہ اسلامی رنگ پیدا ہونے لگتا ہے جس کو قرآن نے اللہ کا رنگ قرار دیا ہے۔ صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۖ ۱۹ یعنی اللہ تعالیٰ کا رنگ اور شریعت کا مزاج اپنے اندر پیدا کرو۔ جن خوبیوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنانے کا حکم دیا ہے انکو اپناؤ اور جن برائیوں سے بچنے کا حکم دیا ہے، ان سے بچو۔“ ۲۰

”یہ وہ اسباب ہیں جن کیلئے قرآن مجید نے بعض ہدایات ایسی دی ہیں کہ جن کی پاسداری ان مسلمانوں کو کرنی چاہیے جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں اقتدار عطا فرمایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے ”الَّذِينَ ان مَكْنَهُمْ فِي الْأَرْضِ اِقَامُوا الصَّلَاةَ وَ آتَوْا الزَّكَاةَ وَ امَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ“ ۱۷ اس آیت کے ایک ایک لفظ پر غور کریں۔ ان مَكْنَهُمْ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں۔ اگر وہ تمہیں اقتدار کی نعمت سے نوازے تو پھر تمہیں یہ چار کام کرنے ہوں گے۔“ ۲۱

تکوینی احکام:

احکام خداوندی کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کا اقتدار و طرح سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک تو اس حکم کے ذریعے ہوتا ہے جسکو حکم تکوینی کہا جاتا ہے۔ ” وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ “ ۳۷ سورج اللہ کی مخلوق ہے۔ جس راستے پر چلا دیا ہے اس پر لاکھوں برس سے چل رہا ہے۔ اسی طرح سے جس مخلوق کو جو بھی حکم دیا گیا ہے وہ اسی کے مطابق چل رہی ہے۔ اس لیے آزمائش اور اللہ کی جانشینی کا لازمی تقاضا ہے کہ انسان ان قواعد کی پابندی کرے جن کی پابندی کا مالک حقیقی نے حکم دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بعض احکام کی خلاف ورزی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنگ کا اعلان کیا گیا ہے۔ فَادْنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۴۷۔ اگر فلاں فلاں کام نہیں کرو گے یا فلاں اور فلاں کام کا ارتکاب کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔“ ۵۷۔

حواشی وحوالہ جات

- ۱۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات، التفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۵
- ۲۔ الانبیاء: ۳۰: ۳۰
- ۳۔ العنکبوت: ۲۹: ۶۴
- ۴۔ ڈاکٹر، غازی، محاضرات فقہ، ص ۳۲
- ۵۔ الحجر: ۵۹: ۷
- ۶۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۶۸
- ۷۔ البقرہ: ۲: ۲۴۱
- ۸۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۶۹
- ۹۔ آل عمران: ۳: ۹۷
- ۱۰۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۸۶
- ۱۱۔ الاعراف: ۷: ۳۱
- ۱۲۔ النساء: ۴: ۲۹
- ۱۳۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۱۰۸-۱۰۹
- ۱۴۔ الانعام: ۶: ۸۲
- ۱۵۔ لقمان: ۳۱: ۱۳
- ۱۶۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۱۴۸
- ۱۷۔ النساء: ۴: ۱۱۵
- ۱۸۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۱۵۵
- ۱۹۔ البقرہ: ۲: ۱۰۲
- ۲۰۔ البقرہ: ۲: ۱۰۲
- ۲۱۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۱۷۲
- ۲۲۔ البقرہ: ۲: ۲۳۳
- ۲۳۔ البقرہ: ۲: ۳۲۸
- ۲۴۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۲۳۰
- ۲۵۔ النساء: ۴: ۲۰
- ۲۶۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۲۳۱
- ۲۷۔ الروم: ۳۰: ۲۲
- ۲۸۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۲۳۲-۲۳۵
- ۲۹۔ النساء: ۴: ۲۸
- ۳۰۔ النساء: ۴: ۲۸
- ۳۱۔ العاديات: ۱۰: ۸
- ۳۲۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۲۶۰
- ۳۳۔ النور: ۲۴: ۳۳
- ۳۴۔ الحدید: ۵: ۷
- ۳۵۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۲۷۳
- ۳۶۔ الفرقان: ۲۵: ۶۷
- ۳۷۔ ایضاً

- ۳۸۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۲۷۶
- ۳۹۔ المائدہ ۵:۱
- ۴۰۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۲۸۶
- ۴۱۔ النساء: ۶۵
- ۴۲۔ البقرة: ۲:۲۶۰
- ۴۳۔ ایضاً
- ۴۵۔ البقرة: ۲:۱۵۰
- ۴۶۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۳۰۱
- ۴۷۔ الملک: ۲:۶۷
- ۴۸۔ الذاریات ۵۱:۵۶
- ۴۹۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۳۰۲
- ۵۰۔ العنکبوت: ۲۹:۴۵
- ۵۱۔ البقرة: ۲:۲۱
- ۵۲۔ التوبہ: ۹:۱۰۳
- ۵۳۔ البقرة: ۲:۱۹۸
- ۵۴۔ الحشر: ۵۹:۷
- ۵۵۔ البقرة: ۲:۱۷۹
- ۵۶۔ البقرة: ۲:۲۸۲
- ۵۷۔ ایضاً
- ۵۸۔ المائدہ: ۵:۳۸
- ۵۹۔ الاحزاب: ۳۳:۵۹
- ۶۰۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۳۰۳-۳۰۵
- ۶۱۔ البقرة: ۲:۱۹۵
- ۶۲۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۲۳۲-۲۳۳
- ۶۳۔ البقرة: ۲:۲۰۱
- ۶۴۔ القصص: ۲۸:۷۷
- ۶۵۔ آل عمران: ۳:۱۲۸
- ۶۶۔ الاعراف: ۷:۱۵۶
- ۶۷۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۳۵۲
- ۶۸۔ النور: ۲۴:۵۵
- ۶۹۔ البقرة: ۲:۲۱
- ۷۰۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۳۵۴
- ۷۱۔ الحج: ۲۴:۲۱
- ۷۲۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۳۵۹
- ۷۳۔ یس: ۳۶:۳۸
- ۷۴۔ البقرة: ۲:۲۷۹
- ۷۵۔ ڈاکٹر غازی، محاضرات فقہ، ص ۳۵۷-۳۵۹